سوال نمبر 2 (الف) (ii) نامدیو کی موت کی وجہ مکھیوں کا خفیہ
نائک جھگڑ تھا۔ نامدیو اپنے باغ میں کام کر رہا تھا کہ
کہیں سے مکھیوں کا جھنڈ آیا اور اس کو کاٹ
کاٹ کر مار دیا۔

....

سوال نمبر 2 (الف) (iii) نام دیو بہت سادہ مزاج، بھولا بھالا اور منکسر المزاج تھا۔ اس کے چہرے پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ وہ بہت نیک طبیعت تھا اور ہر کسی کی مدد کرتا تھا۔

سوال نمبر 2 (الف) (iv) فضا سر پر کھیلنا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے مصیبت آنا۔ نام دیو اس بات سے بالکل باخبر ہو کر کام کر رہا تھا کہ مصیبت اسی کے سر پر منڈلا رہی ہے اور اس کے باعث اس نے اپنی جان گنوا دی۔

سوال نمبر 2 (الف) (vi) نیکی اس وقت تک نیکی رہتی ہے جب تک آدمی کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ کوئی نیکی کا کام کر رہا ہے - اور جب کوئی یہ سمجھ لے کہ وہ نیکی کر رہا ہے تو پھر وہ نیکی نیکی نہیں رہتی -

....

سوال نمبر2 (الف) (۷) ایک دن شہد کی مکھیوں کی یورش ہوئی۔ شہد کی مکھیوں کے حملے پر باقی مالی سب کے سب چپ کر کے بھاگ گئے اور اپنی جان بچائی۔

سوال نمبر 2 (الف)(viii)

نام دینو غریب تھا اور تنخواہ بھی کم ملتی تھی مگر پھر بھی اپنے غریب بھائیوں کی مدد اپنی بساط سے بڑھ کر کرتا تھا۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ ہنسی ہوتی اور سب سے محبت سے پیش آتا۔

سوال نمبر 2 (الف) ( ) نامہ دیوکو اپنے کام سے عشق تھا اور اسی
عشق کی وجہ سے آخر کام کرتے کرتے وہ دنیا سے ہی
رخصت ہوگیا تھا۔ گرمی ہو یا جاڑا، دھوپ ہو
یا سایہ، وہ دن رات برابر کام کرتا تھا۔

....

سوال نمبر 2 (الف) (   )

سوال نمبر 2 (الف) (   )

سوال نمبر 2 (ب) (iii) آپؐ کی آمد پر غریبوں کی جان کو اور یتیموں کے دل کو سکون آگیا ہے، ~~قرار آگیا~~ آگیا ہے۔ زمانہ جہالت میں غریبوں اور یتیموں کے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا جاتا تھا لیکن حضورؐ کے آنے سے غریبوں اور یتیموں کو سکون آگیا ہے۔

سوال نمبر 2 (ب) (iv) نبض خاک پر انگلیاں رہنے کا مطلب
ہے کہ کسان کی ہر وقت کھیتوں میں رہتا ہے
اور اسے معلوم ہے کہ کسی سراب کو پانی چاہیے
کہ کیا وہ خشک ہے۔ وہ زمین کا جائزہ لیتا
رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ کھیتوں میں ہی کام کرتا
ہے اور اپنا خون پسینا اسی کام میں بہا دیتا
ہے۔

سوال نمبر 2 (ب) (✓) دیارِ وفا ہی وہ راستہ ہے جہاں ہر
مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ دیارِ
وفا یعنی محبت ہی وہ راستہ ہے جہاں سب
کچھ آسانی سے ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 2 (ب) (ii) ایک شمع بجھا دی سے مراد ہے کہ ہم نے
بہت سی تکالیف اور مصائب برداشت کیے۔
اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ غم اور خوشی ایک
ساتھ ہوتے ہیں جب ہم نے ایک مصیبت اپنی راہ
میں پائی تو دو اور آئی بھی اپنی ہی کی راہ میں
اور ملی۔

سوال نمبر 2 (ب) (vi) اس شعر کا مرکزی خیال یہ ہے کہ جب
اللہ کی محبت اور رہنمائی حاصل ہوتی ہے
تب ہر مشکل سے مشکل کام آسان لگتا ہے۔

سوال نمبر 2(ب)(   )

سوال نمبر 2 (ج) (i)

مطلع :- اس کے لغوی معنی طلوع ہونے کی جگہ کے ہیں۔ مطلع غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو کہتے ہیں جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوں۔ غالب کی غزل کا مطلع :

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے آخر اس درد کی دوا کیا ہے

مقطع :- غزل کے آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ اگر آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال نہیں کرتا تو وہ آخری شعر ہوگا مقطع نہیں۔ ناصر کاظمی کی غزل کا مقطع :-

وقت اچھا بھی آئے گا ناصر
غم نہ کر زندگی پڑی ہے ابھی

....

سوال نمبر 2 (ج) (ii) قافیہ :- تعمیر، تخریب

ردیف :- آزادی

سوال نمبر 2 (ج) (iii) گھوڑا تیز رفتار ہے۔

ترکیب نحوی:۔ یہ جملہ اسمیہ ہے۔

مسند الیہ	مسند	فعل ناقص
گھوڑا	خبر	
مبتدا	تیز رفتار	ہے
اسم	اسم	

سوال نمبر 2(ج) (   )

سبق کا عنوان: ~~انتخاب~~ پروفیسر مرزا محمد سعید
مصنف کا نام: شاہد احمد دہلوی

متن کا حوالہ:
مرزا محمد سعید نہایت سادہ اور پرسکون انسان تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی بہت سادگی سے گزاری۔ عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے۔ جب کوئی ایسا شخص جو دنیا کے لیے بہت فائدہ مند تھا ایسے شخص کو زمانہ کم ہی پیدا کرتی ہے۔ ایسا عظیم شخص جب ~~رخصت~~ رخصت ہو جائے اور کسی کو علم بھی نہ ہو یہ بڑی عجیب بات ہے۔

تشریح:
زیر نظر اقتباس سبق "مرزا محمد سعید" سے لیا گیا ہے جس کے شاعر شاہد احمد دہلوی ہیں۔ عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے۔ جب کوئی پرسکون اور سادہ آدمی جس نے ملک کے لیے بہت سے خدمات سرانجام دے ایسا شخص جب رخصت ہو جائے اور کسی کو خبر تک نہ ہو تو یہ بہت عجیب اور افسوس کی بات ہے۔ مرزا محمد سعید نے

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2/2) بڑی سادی زندگی گزاری۔ وہ کبھی
آگے آگے نہ رہے انہوں نے کبھی لوگوں کو تنگ نہ کیا۔
وہ نئی صلاحیتوں اور چیزوں سے دور ہی رہتے
تھے۔ ان کے پاس کوئی گھوڑی سواری نہ تھی
اور وہ ہمیشہ اپنا کام خود کرتے تھے۔ معدے
کے مریض تھے اور زیادہ کام وہ خود پیدل
چل کر کیا کرتے تھے۔ صبح سویرے جلدی اٹھ
جایا کرتے تھے اور پھر رات کو بھی جلدی
سو جاتے تھے۔ تمام تکلیفوں سے ہمیشہ دور
رہتے تھے۔ اپنے گھر میں ہی آرام محسوس
کرتے تھے۔ ان کا گھر نہایت آرام میں تھا۔
ان کی بیوی بھی ادبی ذوق رکھتی تھی اور
ان کی کتابیں بھی شائع ہو چکے ہیں۔
اولاد نیک اور سعادت مند تھی اور
خدمت گزار تھی۔ بیوی ہنر مند تھی۔
پینشن اتنی آتی تھی کہ بڑھاپے میں کسی کا
محتاج نہ ہونا پڑے۔ مرزا صاحب نے
ہمیشہ بڑی سادگی کی زندگی گزاری۔
لباس سادہ، کھانا سادہ اور رہن
سہن ~~نہ~~ سادہ۔ سب کچھ سادہ تھا۔
انہوں نے بہت سادگی سے اپنی عمر بسر کی
اور قلبِ مطمئنہ کی دولت سے مالا مال
تھے۔

سوال نمبر4 (الف) (صفحہ نمبر 1/2) نظم کا نام :- کسان

شاعر کا نام :- جوش ملیح آبادی

تشریح :-

زیرِ نظر اشعار نظم "کسان" سے لیے گئے ہیں جس کے شاعر جوش ملیح آبادی ہیں۔ اس شعر میں شاعر کہہ رہا ہے کہ قدرت کو بنانے والا تو اللہ ہے لیکن اس کی قدرت میں کام کرنے والا کسان ہے۔ وہی ہے جو دن بھر کھیت میں کام کرتا ہے جو صبح سے لے کر رات تک اپنا وقت کھیت میں وقف کر دیتا ہے۔ یہ کسان ہی ہے جو اپنا خون پسینا ایک کر کے کھیتوں میں رات تک کام کرتا ہے اور ملک کے لیے معاشی اضافہ کرتا ہے۔ یہ اپنا خون سب زمین میں لگا دیتا ہے۔ یہ اس قدر اپنے کام میں مگن رہتا ہے کہ اسے دنیا کا ہوش ہی نہیں ہوتا۔ وہ کھیتوں کو ہی اپنا بنا لیتا ہے اور اسی میں اپنا کام صرف کر دیتا ہے۔ یہ کسان وہی ہے جو دن بھر دھوپ میں ہمارے ملک کے لیے کام کرتا ہے اور پھر رات کو تھک ہار کے کام سے فارغ ہو کر اس کی نظر اپنے گھر کی طرف پھرتی ہے جہاں یہ جا کر اپنے ماں باپ بیوی بچوں سے ملتا ہے اور خوش ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2/2) یہ کسان ہی ہے کہ جو پورا دن
کھیت میں رہتا ہے اور ملک کے لیے کام کرتا ہے۔
کسان ہی کھیتوں کا بادشاہ ہے۔ دن
بھر کام کرنے کے بعد آخر وہ اپنے گھر روانہ ہو جاتا
ہے اور گھر جا کر وہ آرام اور سکون میسر
ہوتا ہے تو وہ اس قدر خوش ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر5 (الف) صفحہ نمبر 1/2) **شاعر کا نام:-** جگر مراد آبادی

تشریح:-

زیر نظر اشعار جگرؔ کی غزل سے لیے گئے ہیں۔ اس میں شاعر کہہ رہا ہے کہ میں سوچتا ہوں کہ جب میں اپنے محبوب سے ملوں گا اس سے ملاقات کروں گا تو اس سے شکوہ اور گلہ کروں گا لیکن جب میں اس سے ملاقات کرتا ہوں تو اس کو دیکھ کر میں اپنے سارے شکوے بھول جاتا ہوں۔ وہ اس سادگی سے ملتا ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں پاتا اور اس کو دیکھ کر میں اس کے دیے ہوئے ستم بھول جاتا ہوں۔ شاعر نے محبوب کی ہنسی کو پھولوں کے رنگ سے تشبیہ دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب اس کا محبوب ہنستا ہے تو مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی باغ میں پھول کھلے ہوں۔ جس طرح پھول رنگوں میں کھلتے ہیں اسی طرح جب میرا محبوب خوش ہوتا ہے تو وہ بالکل پھولوں کی شباہت دیتا ہے اور یہ مجھے بہت بھاتا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں خوشگوار ہو گیا ہوں اور میرا دل بھی ایک باغ سا بن گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے محبوب نے مجھے بہت تنگ کیا، اسے دکھ

سوال نمبر5 (صفحہ نمبر 2/2) دے۔ وہ سوچتا ہے کہ جب ملے گا تو
اس سے شکایت کرے گا مگر جب وہ اس
سے ملتا ہے تو کچھ کہہ نہیں پاتا بلکہ سب
کچھ بھول جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اس
کے محبوب کی ہنسی بہت کمال ہے جب
وہ ہنستا ہے تو دل معلوم ہوتا ہے جیسے
کسی باغ میں پھول کھلے ہوں۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1/2)

"جھوٹ کی سزا"

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی دریا کے کنارے ایک
گڈریا اکثر اسے اپنی بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔
اکثر مذاق میں وہ شور مچاتا اور کہتا
"شیر آیا" "شیر آیا"۔ ارد گرد کے لوگ اپنا کام
چھوڑ کر لکڑیاں ~~کھاتا~~ اٹھا کر اس کی مدد
کو پہنچ جاتے۔ جب اس کے پاس پہنچتے تو
پوچھتے کہاں ہے شیر۔ تو وہ گڈریا آگے سے
ہنستا اور کہتا میں نے تو صرف مذاق اور
دل لگی کی تھی شیر کے لیے تو میں اکیلا
ہی کافی ہوں۔ ~~جب~~ جس دن آئے گا
واپس نہ جا پائے گا۔ وہ کئی دفعہ ایسا کرتا
اور لوگ اپنا سب کام چھوڑ کر اس کی مدد
کو جا پہنچتے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک دن
سچ مچ کا شیر آگیا اس نے مدد کو پکارا بھی
لیکن کوئی اس کی مدد کو نہ گیا۔ لوگوں کو
اس دفعہ بھی لگا کہ وہ مذاق کر رہا ہے۔
چنانچہ شیر آیا اور گڈریے کو بھی مار دیا اور
بھیڑیں تو مفت میں ہی مرگئی۔ گڈریے کے
گھر والے ساری رات پریشان رہے لیکن جب
اٹھے تو اس کو ڈھونڈنے نکلے۔ جب اس کے
پاس جگہ پر گئے تو انہیں پتہ چلا کہ گڈریے نے
اپنی جان گنوا دی ہے۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2/2) نتیجہ:- جھوٹ اکثر جانیں لیتا ہے۔

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1/3) تندرستی سب سے افضل نعمت ہے

قدرِ صحت مریض سے پوچھو
تندرستی ہزار نعمت ہے

صحت کا ہماری زندگی کا بڑا اہم حصہ اور تعلق ہے۔ غریبی، مفلسی، ناداری ہو تو ہو مگر صحت خراب نہ ہو۔ ہم اگر تندرست ہوں گے تو کوئی نہ کوئی کام کر کے مفلسی اور غربت کو دور کر سکیں گے۔

امیر آدمی دن بھر کھاتا پیتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا۔ غریب آدمی کھاتا پیتا تو ہے لیکن وہ اپنے کام خود کرتا ہے۔ امیر کوئی کام نہیں کرتا اور اسے بیماریاں گھیر لیتی ہیں۔ وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے روپیہ پیسا خرچ کرتا ہے تو اور بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

صحت مند اور تندرست رہنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا خود کام کرے۔

جلدی صبح اٹھیے وضو کیجیے مسک اور اپنے لیے دعا کیجیے پھر گھر سواری پر چلے جائیے یا باغبانی میں ورزش کرے۔ دو میل دو ضروری پیدل چل کر جائیے۔ گھر واپس آ کے متوازن غذا کھا لیجیے پھر غسل کر لینا۔ اگر ہم ایک ہی جگہ بیٹھے رہیں گے یا لیٹے رہیں گے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2/3) یا لیٹے رہے گے تو اس میں بیمار ہو گی
فائدہ نہیں ہے بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔
~~اللہ~~ اللہ نے انسان کی ساخت ہی ایسی
بنائی ہے کہ اسے کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہیے۔
چلو پھرو گے نہیں تو چلنے پھرنے کی صلاحیت
ختم ہو جائے گی۔ ٹانگیں من من بھاری
ہو جائیں گی۔ انسان کے لیے ضروری ہے کہ جتنا وہ
کھائے اس سے کہیں زیادہ وہ ورزش کرے یا پھر
چلے پھرے۔ چلنے پھرنے سے ہی وہ تندرست رہے
گا۔

اگر بھوک زیادہ ہو تو کھانا کم کھانا چاہیے اور اگر
بھوک نہ ہو تو کھانا نہیں چاہیے۔ اگر ہم
تندرست اور صحت مند رہے تب ہی
ہم اپنے آپ کو اور ملک کو سنبھال سکتے ہیں۔
جو انسان تندرست رہنے کے ساتھ ساتھ
بیماریوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو اسے
چاہیے کہ ورزش کرے اور اپنے کام خود کرے۔
محنت سے نہ کتراؤ کیونکہ یہی وہ راز
ہے جو ہمیں صحت یاب رکھتا ہے۔
اللہ نے نماز کا جو طریقہ بتایا وہ بھی
ایک ورزش ہی کی طرح ہے۔ ہمیں ہر
وقت اپنے ہاتھ پاؤں چلاتے رہنے چاہیے ورنہ
ہم بیکار ہو جائیں گے اسی طرح جیسے
ایک مشین جو جب اس کا پرزا الگ جاتا

 ہے لو وہ بیمار ہو جاتی ہے۔

تنگ دستی اگر نہ ہو غالب
تندرستی ہزار نعمت ہے

جو لوگ کام نہیں کرتے بیماریاں ان کو آن گھیرتی ہیں لہذا ہمیں ہر وقت کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے اور کاموں میں ہی مصروف رہنا چاہیے۔ تندرستی سب سے افضل ترین نعمت ہے۔ جو انسان اس بات کو سمجھ لیگا وہ دنیا میں کسی کا محتاج نہ رہا۔
ہمیں محنت سے نہیں کترانا چاہیے کیونکہ محنت اور تندرستی کا ایک ساتھ ساتھ ہے۔

"تندرستی افضل ترین نعمت ہے"۔